مطبوعات

حرفِ تلخ: مجموعہ اشعار از کمال الدین کمال سالار پوری۔ ناشر مکتبہ کارواں، کچہری روڈ، لاہور۔ سفید کاغذ پر اچھی طباعت، آرٹ کارڈ کا رنگین سرورق۔ صفحات ۹۶، قیمت صرف ۲۵ روپے۔

"جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا"۔ کتاب کا سرورق دیکھتے ہی یہ مصرع میرے ذہن میں گونج گیا۔ مگر اندرونی سرورق پر یہ مصرع لکھا دیکھا کہ "نوا را تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی" اسے پڑھ کر اندازہ ہوا کہ معاشرہ کے احوال کے تجربات و مشاہدات نے ان کی شیرینی سخن کو حرفِ تلخ میں بدل دیا۔ سچ یہ ہے کہ کبھی کبھی حرفِ تلخ ہی درست بیٹھتا ہے۔ "کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی۔"

کمال صاحب کا کمال یہ ہے کہ مصروفیات ان کے سارے لمحات کو چٹ کر جاتی ہیں، مگر پھر بھی وہ شعر گوئی کے لیے حسب ضرورت نئے لمحات پیدا کر لیتے ہیں۔ یعنی ۲۴ گھنٹوں کے علاوہ بھی ان کے پاس وقت موجود رہتا ہے۔ "وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے"۔ وہ زمانۂ نوجوانی سے نوجوان شاعری پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ اب انھیں وقت بوڑھا کرنے کے لیے زور لگا رہا ہے مگر وہ حسبِ سابق شعر گوئی میں بالکل نوجوان ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ اس دنیا میں اختر میواتی اور حمید جالندھری جیسے کچھ لوگ بھی ہیں، ورنہ ہم کو اور کمال صاحب کو میدانِ اشاعت میں گھسنے کا یارا کہاں۔ یاروں کی ایک خاص صف تو اسی صدمے سے نڈھال ہوئی جاتی ہوگی کہ "اوہ، کمال سالار پوری کا مجموعۂ اشعار کیوں چھپ گیا، اور نہ جانے اور کیا کیا دیکھنا قسمت کے نوشتے میں لکھا ہے۔"

شاعر اور اختر میواتی اور جناب آسی ضیائی کے اہم نوشتے، مجموعہ کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

فی الحقیقت یہ چھوٹا سا مجموعہ ۲ طویل نظموں پر مشتمل ہے۔ (۱) ساقی نامہ (۲) زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن۔ یہ دونوں نظمیں خرابیٔ احوال پر تنقید بھی ہیں اور اصلاح کی طرف

متوجہ بھی کرتی ہیں۔ شروع میں ایک حمد اور ایک نعت ہے۔ آخر میں ایک اور نظم کے ۸ بند ہیں' بہ عنوان "جہاں انسانیت کا بول بالا ہو وہاں چلیے۔" اور دوسری نظم میں سات بند ہیں اور اس کا عنوان ہے "اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد" ۔ آگے چار مصرعوں کے قطعات ہیں' تقریباً ۳۲ ہوں گے۔

نظم ساقی نامہ میں سوشلسٹوں' فریب خوردہ نادان مزدوروں' منعموں اور زرداروں' انتظامیہ اور اس کے کل پرزوں' تفرقہ پرواز حلقوں اور طالب علم گروہ کے فسادِ کردار و احوال پر واشگاف باتیں کہی گئیں ہیں۔ تو ساقی نامہ یوں شروع ہوتا ہے ۔

پلا ساقیا وہ شرابِ طہور غمِ زندگی جس سے ہوجائیں دور
بدن کی خبر ہے نہ دل کی خبر مسائل میں الجھا ہوا ہے بشر

پھر بدلتے ہوئے مضامین کے لیے اچھے اچھے شعر نکالے گئے ہیں۔ مثنوی کی یہ بحر یوں بھی بڑی رواں ہے۔ پہلے پہل جب اکبر الہ آبادی نے اس بحر میں آب لڈور کا نقشہ کھینچا تھا۔ (جسے انگریزی سے ترجمہ کیا گیا) تو پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا تھا کہ واقعی ندی سامنے بہہ رہی ہے اور پانی اچھلتا اور رخ بدلتا' پتھروں میں سے ہوتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ کمال صاحب کا بحر بھی بیکراں ہے' انہوں نے ساقی نامہ کی جو جوئے شعر بہائی ہے وہ بھی گاتی' اچھلتی' پتھروں کو ریلتی آگے بڑھ رہی ہے۔

نیم علم محنت کش عوام کا نقشہ کھینچتے ہوئے یہ شعر خوب رہا۔

یہ محرومِ فہم و نگاہ و شعور بہشتِ حماقت کے بھولے طیور

منعموں' زرداروں اور جاگیرداروں کا بھی عمدہ نقشہ ہے۔ دو شعر ملاحظہ ہوں ۔

زمانے میں ان کی ذہانت کی دھوم جہالت بھی ہے ان کی بحرالعلوم
نحوست کے بازار میں نیک نام خیانت کی دنیا کے عالی مقام

ایک جگہ "دلال" بغیر تشدید لام باندھا ہے۔ یہاں نر بھی ہیں اور مادے بھی ہیں۔ یہاں مادے کا استعمال درست نہیں۔ آگے انتظامی مشینری پر خوب تبصرہ ہے۔ پھر علما کی باری آتی ہے (علمائے حق مستثنیٰ) ملاحظہ ہوں ۔

یہ زہد و ورع کے جلال و جمال یہ تقویٰ بہ جلوت کے حسن و کمال
یہ دینِ تنفر کے شعلہ بیاں یہ مکتب کی ناگفتنی داستاں
یہ دشنام سازی کی قدسی مشین یہ علقِ پیمبر کے . واحد امیں

اور پیرانِ خود مست ـ

بدن ان کے موٹے، ضعیف ان کی روح مگر خواہشیں مثل طوفان نوحؑ

شاعر نے محنت کش غریبوں کی بدحالی اور جدید و قدیم درسگاہوں کے طلبہ کے احوال کو بھی بڑی دردمندی سے بیان کیا ہے۔

پھر "زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن" کے عنوان سے عالمانِ دین کے دورِ عروج کے بعد موجودہ پستی پر اظہارِ درد کیا ہے۔یہ حصہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے' مگر جگہ نہیں کہ دو چار اشعار درج کیے جائیں۔

حق یہ ہے کہ حرفِ تلخ کو کمال صاحب نے اپنے سحرِ فن سے شیریں بنا دیا ہے۔

(ن ـ ص)

نور منارہ : تالیف' جناب لالہ صحرائی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی' منصورہ' لاہور۔ تقسیم کنندہ: المنار بک سنٹر منصورہ' لاہور (کوڈ: ۵۴۵۷۰)۔سفید کاغذ پر اچھی کتابت و طباعت' سرورق دبیز آرٹ کارڈ۔ مضمون کے مطابق خوبصورت منظر' صفحات ۲۶۶' قیمت ۴۵ روپے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی درخشاں اور پرکشش شخصیت کی عکاسی کتنے ہی حضرات مختلف انداز میں کر چکے ہیں۔ مگر جو تشبیہ محترم لالہ صحرائی نے مولاناؒ کے لیے استعمال کی ہے (نور منارہ یا لائٹ ہاؤس) وہ صحیح بھی ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ "لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت"۔ خود لالہ صحرائی شاندار ادبی انداز میں مولاناؒ کی شخصیت' اخلاق' فکر' نصب العین اور عملی سرگرمیوں کے متعلق معلومات' تاثرات اور کیفیات کو پیش کرنے میں منفرد مقام تک پہنچے ہیں۔ حقیقتوں کو مسخ اور دھندلا کیے بغیر انہوں نے افسانوی اسلوب کے لباس شبنمیں میں یہ انداز دگر نمایاں کیا ہے۔ موصوف نہایت زوردار ادبی قلم رکھتے ہیں' اور یہ کتاب اس کی گل افشانیوں پر مشتمل ہے۔

چند جملے بہت اختصار کے ساتھ عرض ہیں:

ــــــ "ہمارے اس عہد میں سید ابوالاعلیٰ مودودی علیہ الرحمہ ایک ایسے ہی مبارک و مکرم شخص تھے جو اپنی زبردست ایمانی قوت اور چٹان کی مانند مضبوط کردار کے ساتھ زندگی بھر جہل کے اندھیروں سے نبرد آزما رہے۔" (ص ۱۲)

ــــــ "میں نے مولاناؒ کی سات آٹھ تالیفات اکٹھی منگوائیں جو میرے لیے راتوں کی نیندیں حرام کرنے والا لٹریچر ثابت ہوئیں...... اس طرح مولانا نے مجھے گویا